کچھ نماز کے بارے میں

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی نماز، جماعت کے ساتھ ۲۵ درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے، بمقابلہ اس نماز کے جو گھر یا بازار میں پڑھے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ جب وضو کیا، اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کی طرف چلا خالص نماز کی نیت سے تو ہر قدم جو وہ مسجد کی طرف اٹھاتا ہے، اس قدم کی بدولت ثواب کے ذریعے اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ نماز میں مشغول رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعاے رحمت و مغفرت کرتے ہیں، اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تک وہ کسی کو مسجد میں ایذا نہ دے اور جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے''۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا حساب لگا کر بتا دیا ہے کہ باجماعت نماز کا اجر انفرادی نماز سے ۲۵ گنا کیوں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نمازی نے وضو کیا پھر مسجد کی طرف روانہ ہوا، تو چونکہ یہ سارا اہتمام اس نے نماز کی خاطر کیا، اس لیے گویا اس کا حساب کھل گیا۔ اب اس کے ہر قدم پر جو نیکی کی جانب اُٹھ رہا ہے اس کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اور ایک درجہ اس کا بلند کر دیا جاتا ہے۔ مسجد میں آیا، ابھی جماعت میں دیر ہے تو جتنی دیر وہ نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے گا اس کا یہ سارا وقت بھی نماز کے حساب میں لکھا جائے گا۔ پھر جب نماز پڑھے گا تو فرشتے اس پر رحمت بھیجیں گے۔ اس طرح یہ ساری چیزیں مل کر نماز باجماعت کے اجر کو بڑھا دیتی ہیں، بہ نسبت اس نماز کے جو گھر میں ادا کی جائے۔

اس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ ''جب تک وہ کسی کو مسجد میں ایذا نہ دے اور جب تک اس کا

وضو نہ ٹوٹے''، یعنی اگر مسجد میں جاتا ہے اور وہاں جھگڑتا ہے، دوسرے نمازیوں کو اذیت پہنچاتا ہے، دھکے مار کر اور دوسروں پر سے پھلانگ کر اپنا رستہ بناتا ہے تو وہ اپنے اجر کو ضائع کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی نے وضو توڑ دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز میں نہیں۔ وضو کے ساتھ ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز کے لیے تیار ہے۔

○

حضرت انسؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مسجدیں بنانے میں لوگ فخر کیا کریں گے''۔ (ابوداؤد، دارمی، نسائی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ ہر گروہ یہ چاہے گا کہ میری مسجد زیادہ شان دار اور زیادہ اُونچی ہو اور اس سلسلے میں لوگوں کے درمیان باہم مقابلہ شروع ہوجائے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بھی قربِ قیامت کی ایک علامت ہے۔ جب ایسا ہو تو دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خیر کم ہو رہی ہے اور مسجدوں کو بھی لوگوں نے ایک دوسرے پر تکبر کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ تکبر کا اظہار محلات بنانے میں ہو تو یہ بھی گناہ ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ بڑا گناہ یہ ہے کہ لوگ مسجدوں کے ذریعے اپنے تکبر کا اظہار کریں۔

○

حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمھارے بچے ۷ سال کے ہوجائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب ۱۰ سال کے ہوں (اور نماز نہ پڑھیں) تو ان کو مار مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور علیحدہ کردو ان کی سونے کی جگہ (یعنی ان کو تنہا سلاؤ)۔ (ابوداؤد)

عام طور پر لوگ اس حدیث کا جو مطلب لیتے ہیں وہ اس حکمتِ مطلوب کے خلاف ہے جسے اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے ملحوظِ خاطر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کون سا حکم کس موقع پر عمل میں آنا چاہیے، اگر آدمی اس کو نہ سمجھے تو عموماً غلطی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اسی مسئلے کو لے لیجیے۔ جب یہ حکم دیا جارہا تھا تو عہدِ رسالتؐ میں لوگوں کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ کوئی شخص نماز پڑھے بغیر مسلمانوں میں سے نہیں ہوسکتا۔ ترکِ صلوٰۃ کا عمل اسلامی نظامِ جماعت سے علیحدہ ہوجانے کی علامت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین تک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔ یہ بات کسی مسلمان کے ذہن میں

آ ہی نہیں سکتی تھی کہ نماز کے بغیر بھی آدمی کا ایمان و اسلام سلامت رہتا ہے۔ ایک مسلمان بچہ اس معاشرے میں اپنے گھر والوں اور اہلِ محلہ کو نماز پڑھتے دیکھ کر ۷ سال کی عمر سے پہلے ہی نمازی ہو چکا ہوتا تھا۔ نماز نہ پڑھنے پر اگر ۱۰ سال کی عمر میں اسے سزا دی جاتی وہ اسے ایک امر معقول تصور کرتا تھا، وہ جانتا تھا کہ نماز نہ پڑھنا ایک جرم ہے۔ جس طرح چوری کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو اسے بھی سزا ملنی چاہیے۔ مگر آج صورت حال بالکل مختلف ہے۔

آج ایک مسلمان بچہ آنکھ کھولتا ہے تو مسلمانوں میں سے بمشکل ۵ فی صد افراد کو نمازی پاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں ایک شخص نماز پڑھے بغیر بڑی سے بڑی اعلیٰ پوزیشن بھی حاصل کر سکتا ہے۔ مسلمان ہی نہیں کہلاتا مسلمانوں کا رہنما اور حکمران بھی بن سکتا ہے۔ اس کے گھر کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ اگر اس کی ماں نماز پڑھتی ہے تو باپ نہیں پڑھتا، اور اگر باپ پڑھتا ہے تو بڑا بھائی نہیں پڑھتا۔ یہ منظر دیکھ دیکھ کر اس کی ذہنیت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ ۱۰ برس کی عمر تک پہنچتا ہے تو تین چار جماعتیں بھی پڑھ چکا ہوتا ہے۔ اسکول میں وہ دیکھتا ہے کہ اس کے استاد نماز نہیں پڑھتے۔ اس سلسلۂ واقعات میں سے گزرنے کے بعد اگر آپ اسے نماز نہ پڑھنے پر سزا دینی شروع کر دیں تو وہ اسے زیادتی تصور کرے گا اور اس کے ذہن میں بغاوت پیدا ہو جائے گی۔ مار کے ڈر سے اس کا جسم نماز پڑھ بھی لے مگر دل نمازی نہیں بنے گا، اور بڑا ہو جانے پر اسے جب بھی باپ سے جدا ہونے کا موقع ملے گا وہ پہلا کام یہی کرے گا کہ نماز چھوڑ دے گا۔

آپ کا فرض یہ ہے کہ بچے کے دل میں نماز اُتارنے کی کوشش کریں۔ مارنے سے پہلے اسے دل سے نمازی بنائیں اور اس کا سینہ نورِ ایمان سے منور کریں۔ احساسِ فرض پیدا کرنے کے بعد آپ اسے جو نماز پڑھائیں گے وہ اسے عمر بھر جاری رکھے گا۔ اور اگر آپ چاہیں کہ یہ سب کچھ کیے بغیر انھی بگڑے ہوئے حالات میں اسے نماز نہ پڑھنے پر سزا دیں تو یہ نسخے کا غلط استعمال ہوگا۔ یہ کام اناڑی کیا کرتے ہیں کہ نسخہ پڑھ لیا اور اس کے بعد نہ موسم کو دیکھا نہ مریض کے خصوصی حالات کو، بلا سوچے سمجھے اس کا استعمال شروع کر دیا۔

○

حضرت عبدؓ اللہ ابن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک روز آپؐ نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرتا ہے تو نماز اس کے لیے نور کا سبب اور برہان ہوگی، اور قیامت کے دن نجات کا سبب ہوگی۔ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے تو اس کے لیے نہ یہ نور ہوگی، نہ برہان اور نہ نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور

ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا''۔(احمد، دارمی، بیہقی)

نماز کی محافظت سے مراد یہ ہے کہ دائماً اوقات کی پابندی اور اس کی جملہ شرائط کے ساتھ اس کی ادایگی۔ نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ وقت آیا اور جانے کو ہے مگر آپ کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تو وضو بے وضو ہی ٹرخا دی۔ صلوٰۃ کی محافظت یہ ہے: کپڑوں کا پاک صاف ہونا، کامل احتیاط کے ساتھ وضو کرنا اور نماز کے وقت پر اسے ادا کرنا، یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔ حضورؐ فرما یہ رہے ہیں کہ جو شخص نماز کو اوقات و شرائط کے ساتھ ادا کرے گا تو یہ نماز اس کے لیے نور بن جائے گی۔ دنیا میں اسے روشنی نظر آئے گی اور وہ صاف دیکھ لے گا کہ سیدھا راستہ کون سا ہے اور غلط کون سا؟ اس دنیا کی روشنی پر قیامت کے دن کی روشنی کا انحصار ہے۔ وہاں نماز ادا کرنے والے خلقِ خدا میں الگ چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ نور اس کا پتا دے گا کہ نیک کون ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا کہ نماز برہان ہوگی، یعنی اس بات کی دلیل کہ نماز ادا کرنے والا نجات کا مستحق ہے۔ نماز کی پابندی اس کے لیے معافی کے مستحق ہونے کی دلیل ہوگی اور اس کے نتیجے میں وہ قیامت کے دن نجات سے ہم کنار ہوگا۔ اور جو لوگ نماز کی محافظت نہیں کریں گے تو آخرکار ان کا انجام ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کا ذکر حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ غافل ہوکر زندگی گزارتے رہے اور انجامِ کار اللہ کے عذاب سے دوچار ہوئے، اس طرح وہ شخص جو غفلت سے زندگی گزارے گا اس کی عاقبت بھی بالآخر انھی جیسی ہوگی۔

○

حضرت عبداللہ ابن شقیق کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اعمال میں سے کسی عمل کو ترک کرنے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے مگر نماز کو''۔(ترمذی)

قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین تک نماز پڑھنے پر مجبور تھے۔ قرآن یہ نہیں کہتا کہ منافقین نماز نہیں پڑھتے، بلکہ یہ ہے کہ شوق و رغبت سے نہیں پڑھتے: وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی (النساء ۴:۱۴۲)۔ گویا وہ مجبوراً نماز اس لیے ادا کرتے تھے کہ ان کو مسلمان سمجھا جاتا رہے۔ صحابہؓ کی راے یہ تھی کہ نماز کا ترک، کفر ہے۔ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا یا تو اس کا تعلق دین سے ٹوٹ گیا یا ٹوٹنے کے قریب ہے۔ دنیا میں یہ بھی دیکھ لیجیے کہ ایسی جماعتیں موجود ہیں جو کہتی ہیں کہ اگر ان کا کوئی رکن چار اجلاسوں میں شریک نہ ہو تو اسے رکنیت سے خارج کر دیا جائے گا۔ یہ اخراج کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ غیر حاضر رکن نے مسلسل غیر حاضر ہوکر

جماعت سے اپنی عدم دل چسپی کا ثبوت فراہم کر دیا۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز مقرر کی ہے تاکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ دین سے آپ کا سرگرم تعلق ہے یا نہیں۔ اگر آپ نماز ادا نہیں کرتے تو یہ گویا اس کا ثبوت ہے کہ یا تو دین کے ساتھ آپ کا تعلق ٹوٹ گیا یا پھر ٹوٹنے کے قریب پہنچ چکا ہے۔

○

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن، لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر اکثر درود بھیجتا ہے''۔ (ترمذی)

المرء مع من احب، جس کو جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہم اگر دو آدمیوں کو ہروقت ساتھ دیکھتے ہیں تو یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریمؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجنا اس بات کی علامت ہے کہ درود بھیجنے والے کو آپؐ سے محبت ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپؐ میرے سب سے بڑے محسن ہیں اور خدا کے بعد آپ ہی کے حقوق مجھ پر سب سے زیادہ ہیں۔ میرا سب سے زیادہ تعلق حضوؐر کے ساتھ ہے۔ حضور نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ جس طرح درود بھیج بھیج کر دنیا میں اس نے مجھ سے قریب ہونے کا ثبوت دیا ہے، اسی طرح آخرت میں بھی وہ مجھ سے قریب ہوگا۔ یہاں یہ سمجھ لیجیے کہ آپؐ سے حقیقت میں تعلق ہو اور زبان سے درود بھیجا جائے، یہ نتیجہ تب برآمد ہوگا۔ محض زبان سے درود بھیجنے کا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

○

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے، یعنی کُل ۹۹ مرتبہ اور ۱۰۰ کی تعداد پوری کرنے کے لیے یہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے تو اس کی خطائیں بخشی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں''۔ (مسلم)

خطاؤں کو سمندر کے جھاگ سے اس لیے تشبیہ دی کہ یہ کوئی ٹھوس اور مستقل چیز نہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ جس طرح جھاگ اُڑ جاتا ہے اسی طرح اس آدمی کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں، جو ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرتا ہے۔

بعض لوگوں کو اس طرح کی روایات سن کر طرح طرح کے شکوک لاحق ہونے لگتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ زبان میں چند مرتبہ حرکت ہو، اس سے فضا میں لہریں پیدا ہو جائیں، تو اس کا یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے؟ اصل میں یہ نتیجہ محض زبان سے چند الفاظ نکال دینے سے ظاہر نہیں ہوتا، دل سے تسبیح و تحمید و تکبیر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جو آدمی ان کلمات کا مفہوم دماغ میں بٹھا لے، ذہن میں پیوست کر لے، اس سے خطائیں ہی کہاں سرزد ہوں گی؟ ہوں گی تو اس کا امکان نہیں کہ وہ خطا پر مصر ہو اور اللہ کے ہاں آدمی وہی پکڑا جاتا ہے جو اپنی غلطی پر اصرار کرے، لیکن اگر خطا کے بعد نادم ہو تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ جو آدمی دل سے یہ کلمات کہتا ہے وہ ہیکڑی نہیں دکھا سکتا، کبھی نہ کبھی ضرور اسے توبہ کی توفیق ہوگی، اور توبہ سے ہر خطا معاف ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ شرک بھی جو سب سے بڑا جرم ہے۔

○

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ نماز کو مشتبہ کر دے، یہاں تک کہ نمازی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب تم میں سے کوئی اس صورت حال کو محسوس کرے تو بیٹھ کر دو سجدے کرے''۔ (بخاری، مسلم)

یعنی نماز میں شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ بندہ نماز نہ پڑھنے پائے۔ دوسری چیزیں تو وہ پھر بھی کسی طرح برداشت کر لیتا ہے، لیکن اس کے لیے نماز سے بڑھ کر ناگوار کوئی چیز نہیں۔ پہلے تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہ پڑھے، لیکن اگر وہ باز نہ آئے تو پھر نماز میں خلل ڈالتا ہے۔ مختلف شبہات پیدا کرتا ہے تاکہ بددل ہو جائے، اسے یہ یاد ہی نہ رہے کہ میں اب تک کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمھیں بھول لاحق ہو جائے تو نماز سے بددل ہونے کے بجائے دو سجدے کر لو۔ یہ اس کے لیے کافی ہے کہ شیطان جو تم پر غالب آ گیا تھا اس کا اثر ختم ہو جائے۔ یہ سجدے ان وسوسوں کا علاج ہیں جو تمھارے دل میں پیدا ہو گئے تھے۔ یہ سجدے ایک طرف اللہ کے حضور معافی چاہنا ہے، دوسری طرف شیطان کو یہ بتانا ہے کہ تو نے سارا زور لگا دیا، مگر کچھ نہیں کر سکا۔ یہ دو سجدے اور کر رہا ہوں۔ یہ دو سجدے گویا ارشاد رسولؐ کے مطابق شیطان کے چہرے پر دو دھپ یا دو چانٹے ہیں۔ (انتخاب: افاداتِ مودودیؒ، نماز کے متعلق احادیث، مشکوٰۃ کی تشریح، مؤلف: میاں خورشید انور)